القصیدة النعمانیة

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نایاب نعتیہ کلام

(تحقیق-توضیح-تخریج)

* محمد عرفان نذیر

** محمد اسماعیل عارفی

ABSTRACT

Imam Abu Hanifa is one of the blessed personalities among muslim ulamas and scholars. He was foremost and the only Tabiee among four greatest scholars of Islam. He had written many great books in his time but unfortunately, most of them are unavailable in present age except fews. The major reason for this unavailability was that his pupils paid whole attention towards spreading his knowledge and wisdom around the world which caused a little negligence towards his publications. However some of his books reachedour hands safe and secure.

This article comprises on a very rare booklet of Imam Abu Hanifa known as " Al-Qaseedat-un-Nomania" or " Al-Qaseedat-ul-Kafiyah" or " Qaseedatu Madh-e-Rasool". This booklet, actually, is a compilation of verses written or read by Imam Abu Hanifa.

These beautiful lines of poetry are in the na'at or madah and praise of Holy Prophet ﷺ with the deep love of the Holy Prophet ﷺ. This booklet is present in almost all the larger libraries of the world. We mentioned more then 10 referances in this connection. Also we translated and described the verses referring the origination of the ahadees and events referred in the Qaseedah with complete details. We added and corrected someof aeraabs (اعراب) n the qaseedah which seems inaccurate in the Manuscript or Makhtota.In this way this Makhtota has become more authentic.

Keywords: Imam Abu Hanifa, qaseedah, na'at, makhtota, booklet, praise.

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپؒ آئمہ اربعہ میں سب سے مقدم ہیں اور ائمہ اربعہ کے درمیان صرف آپ کو ہی تابعیت کا شرف حاصل ہے۔ اور ایک تحقیق کے مطابق شروع دور سے لیکر اب تک مسلمانوں میں سب سے زیادہ پیروکار آپ ہی کے رہے ہیں۔ امام صاحب امت کے ان خوش قسمت اشخاص میں سے ہیں جن پر بہت زیادہ لکھا گیا اور سوانح نگاروں نے آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر تحقیق فرمائی۔ سوانح نگاروں نے آپ کی زندگی پر بحث کرتے ہوئے آپ کی متعدد تصانیف کا ذکر کیا لیکن افسوس کہ ان میں بعض حوادثاتِ زمانہ

* ریسرچ اسکالر، شعبہ اصول دین، جامعہ کراچی برقی پتا: irfan_1013@hotmail.com

** ڈاکٹر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اصول دین، جامعہ کراچی

تاریخ موصولہ: ۲۷/۱/۲۰۱۷ء

کا شکار ہو کر مفقود ہو گئی ہیں۔ آپ کے شاگردوں نے آپ کے علوم کی طرف خوب توجہ دی اور چار دانگِ عالم میں آپ کے علوم کو پھیلایا اسی وجہ سے آپ کی تصنیفات کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی کیونکہ تصنیفات کا مقصد علوم کو باقی رکھنا ہوتا ہے اور یہ مقصد بدرجہ اتم پورا ہوا اسی وجہ امام صاحب کی تصنیفات کی طرف سے کچھ بے توجہی سی ہو گئی۔ لیکن ایسا بھی نہیں جیسا امام رازی اور شبلی نعمانی نے دعویٰ کیا کہ امام صاحب کی اب کوئی تصنیف باقی نہیں رہی کیونکہ امام صاحب کی کئی تصنیفات نہ صرف یہ کہ صحیح سند سے باقی ہیں بلکہ باقاعدہ چھپی ہوئی بھی دستیاب ہیں۔ امام صاحب کے علمی ترکہ میں سے ایک ورثہ جو عام طور پر نظروں سے پوشیدہ ہے وہ یہ زیرِ نظر قصیدہ بھی ہے۔ یہ قصیدہ "القصيدة النعمانية" یا "القصيدة الكافية" یا "قصيدة مدح الرسول" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور ۱۲۶۸ھ میں قسطنطنیہ میں پہلی بار طبع ہوا۔ چونکہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ ایک نعتیہ کلام ہے جو امام نے عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر پڑھا یا تحریر فرمایا اسی لیے عام طور پر تصنیفات کے ذیل میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ تاہم اس قصیدہ کا تذکرہ کئی مصنفین نے اپنی تصنیفات میں کیا ہے اور دنیا کے بہت سے بڑے کتب خانوں میں اس کے کئی مخطوطات موجود ہیں میں سے چند ایک کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱) جامعۃ الملک سعود (King Saud University) کے قسم المخطوطات میں ابراہیم الرشاد کاتب کا لکھا ہوا مخطوطہ (رقم: ۷۵۳۷) موجود و محفوظ ہے اور ہم نے اسی کو بنیاد بنا کر اس پر تحقیقی کام سر انجام دیا۔

۲) محمد عارف عطیہ نے اس قصیدہ پر کچھ کام کر کے مکتبہ دار غریب، قاہرہ سے ۲۰۰۳ میں یہ قصیدہ بنام "القصيدة النعمانية فى مدح خير البرية" کے نام سے چھاپا ہے اور بعض عالمی کتب خانوں میں دستیاب بھی ہے۔

۳) ایک مخطوطہ مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ، ریاض، سعودی عرب کے مکتبہ میں موجود ہے جس کا رقم ۷ ۰۸۰۶۔ ۲۸ ہے۔[1]

۴) ایک تیسرا مخطوطہ اس قصیدہ کا اسی مرکز الملک فیصل کے مکتبہ میں رقم الحفظ: ۹۴۱۶ ۰۔ ۷ کے تحت محفوظ ہے۔[2]

۵) چوتھا مخطوطہ اس قصیدہ کا مکتبہ الخدیویہ، قاہرہ، مصر میں برقم ۷ / ۵۴۰ موجود و محفوظ ہے۔[3]

۶) پانچواں مخطوطہ دار الکتب المصریہ، قاہرہ، مصر کے کتب خانہ میں برقم ۳/ ۲۹۰ مصون و موجود ہے۔[4]

۷) ایضاح المکنون فی الذیل علیٰ کشف الظنون میں اسماعیل پاشا نے ابراہیم خلیل بن احمد بن اسحاق رومی حنفی رئیس العلماء المتوفی ۱۲۷۰ھ کی ایک کتاب کا تذکرہ کیا ہے جس کا نام سرور القلب العرفانیہ ہے یہ کتاب اسی قصیدہ کی شرح ہے۔

۸) معجم المؤلفین میں بھی ابراہیم خلیل بن احمد بن اسحاق رومی حنفی کی اس سرور القلب العرفانیہ کا ذکر موجود ہے جو کہ اسی قصیدہ کی شرح ہے۔

۹) طرسوسی کی "تحفۃ الترک" کے تحت معلق و محشی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تذکرہ میں امام صاحب کی تصنیفات میں اس قصیدہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

۱۰) ادوارد فنڈیکنے **اکتفاء القنوع بما هو مطبوع** میں "**القصيدة النعمانية**" کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیا ہے۔

۱۱) یوسف الیان سرکیس نے **معجم المطبوعات العربية والمعربة** میں اس قصیدہ کو امام صاحب کی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔

۱۲) ہندوستان کے ایک مصنف اسمٰعیل السعدی الافضلی نے "**العطية الرحمانية في تخميس القصيدة النعمانية**" کے نام سے ایک قصیدہ امام صاحب کے اسی قصیدہ کو سامنے رکھ کر تالیف کیا۔ جس میں انہوں نے امام صاحبکے دو اشعار کے ساتھ اپنے تین اشعار ملا کر اس کو مخمس کی شکل میں پیش کیا۔

درج بالا حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ جو امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابتؒ نے عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر پڑھا بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور امام صاحبؒ کے عشقِ رسول ﷺ کا غماز ہے لیکن مرورِ زمانہ نے اس پر گہری گرد بٹھا دی جس کو ہٹا کر اس مبارک قصیدہ کو عام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ہر خاص و عام یہ بات سمجھ لے کہ عشقِ رسول ﷺ کے بغیر علم و فن کے بڑے بڑے دفتر بھی اہمیت کے حامل نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابتؒ جیسے جبال العلم بھی آپ ﷺ کی جناب میں عاجزی و انکساری کرتے ہیں۔ اور اسی کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی تعلق کو قابلِ اعتبار نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ اسی قصیدہ میں امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے علاوہ ابو حنیفہ کا کوئی نہیں۔

ہم نے اس قصیدہ کی تحقیق کر کے اس کے اشعار کا اردو ترجمہ اور تشریح کی۔ ان میں مذکور واقعات کی احادیث و آثار کے ذخیرہ سے تحقیق کی ہے اور کتبِ صحیح سے ان کی تخریج بھی ذکر کی ہے۔ اصل مخطوطہ میں بظاہر کچھ اعراب میں مرجوحیت تھی چنانچہ شعری عبارت کو آسان کرنے کے لیے ضروری اعراب کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اس تحقیق کے بعد اب یہ قصیدہ معتبر و مصدق اور مخرج ہو چکا ہے جس کی وجہ سے اس کی اہمیت کئی گناہ بڑھ چکی ہے۔

يا سَيد السَادات جِئتُك قَاصِداً

أرجُو رِضاكَ وأحتَمِي بِحِماكا

اے سرداروں کے سردار ﷺ ! میں آپ کی خدمت میں با قاعدہ ارادہ کے ساتھ حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی رضا کی امید کرتا ہوں اور آپ کی پناہ سے پناہ حاصل کرتا ہوں۔

(یا) امام صاحبؒ سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ اطہر پر اپنا یہ قصیدہ پڑھ رہے ہیں اور آپ ﷺ کو خطاب فرما رہے ہیں چونکہ انبیاءِ کرام اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: **الأنبياء أحياء في قبورهم**

یصلون[5] (انبیاءِ کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں) نیز آپ ﷺ اپنی قبر مبارک پر سلام پڑھنے والے کو جواب بھی دیتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلىنائيا أُبْلغتُه[6] (جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔)

نیز فرمایا: ما من أحد يسلم علي إلا رد الله الي روحي حتى أرد عليه السلام[7]۔ (جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو حق تعالیٰ میری روح واپس کرتے ہیں تو میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اسی لیے امام صاحب جب روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے تو ان الفاظ سے آپ ﷺ پر سلام پڑھا۔

(سيد السادات) اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر[8]۔ (میں قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار ہونگا اور مجھے اس پر کوئی غرور و تکبر نہیں۔)

(جئتك قاصدا) یعنی میں باقاعدہ قصد اور ارادہ سے آیا ہوں ایسا نہیں کہ تبعاً آگیا ہوں گویا تنبیہ فرمائی کہ جب سرکارِ دوعالم ﷺ پر آؤ تو بالقصد وبالذات آؤ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: من جاءني زائرا لا يعلمه حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة[9] یعنی جو میرے پاس آیا زیارت کے لیے اور اس کا ما سوا میری زیارت اور کوئی مقصد نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کروں۔ نیز ارشاد فرمایا: من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني[10] (جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ ناانصافی کی)۔

(أرجو رضاك) آپ کی رضاء کی امید کرتا ہوں کیونکہ آپ ﷺ کی رضامندی در حقیقت اللہ کی رضامندی ہے جیسے آپ ﷺ کی اطاعت در حقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ[11] (جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)۔

(وأحتمي بحماكا) یعنی میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لیے دعا فرمائیں تاکہ میں نفس و شیطان کے شرور سے محفوظ رہ سکوں نیز یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جن چیزوں سے آپ ﷺ نے حفاظت حاصل کی یعنی دعائیں اور نیک اعمال وغیرہ میں بھی ان ہی کی مدد سے نفس و شیطان کے شرور سے اور مختلف مصائب و آلام سے پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اس میں بڑا واضح مطلب موجود ہے کہ میں آپ ﷺ کی شفاعت کا محتاج ہوں اور آپ کی شفاعت کی پناہ میں آتا ہوں۔

وَاللهِ يا خَير الخَلائقِأَنّ لي

قلباً مَشُوقاً لا يَرُوم سِوَاكا

اے مخلوق میں سب سے برگزیدہ! اللہ کی قسم! میرا دل آپ کا ہی مشتاق ہے اور آپ کے علاوہ کسی کا قصد نہیں کرتا۔

وبِحقِّ جاهِكَ إِنَّني بِكَ مُغرَم
وَاللهُ يَعلمُ إِنَّنيأهْوَاكا

آپ کی عزت وشان کے حق کی قسم! میں تو آپ پر ہی فریفتہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں صرف آپ کی محبت میں گرفتار ہوں۔

اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:**فوالذي نفسي بيده لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولدهوالناس أجمعين**[12] یعنی قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم کامل ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

أنتَ الذِي لَولاكَ ما خُلِقَ امْرُؤٌ
كَلَّا وَلا خُلِقَ الوَرىلَولَاكا

آپ ہی ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی پیدا نہ ہوتا یقیناً اگر آپ نہ ہوتے مخلوق پیدا نہ کی جاتی۔

(**أنت الذي لولاك**) اشارہ ہے اس نکتہ کی طرف جو بعض علماء سے منقول ہے: **لولاك لولاك ما خلقت الأفلاك**[13] (اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان پیدا نہ کرتا) یا جیسے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ حق تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ: **لولاك ما خلقت الجنة، ولولاك ما خلقت الدنيا**[14] (اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں جنت اور دنیا کو پیدا نہ کرتا۔)

أنتَ الذي مِن نُورِكَ البدرُ اكتَسىٰ
والشَمسُ مُشرِقةٌ بِنورِ بَهَاكا

آپ ﷺ ہی ہیں کہ آپ کے نور سے چودھویں کے چاند نے چاندنی کی چادر اوڑھی اور سورج بھی آپ کی ہی رونق کے نور سے چمک رہا ہے۔

مولانا قاسم نانوتویؒ نے اس کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقشِ روحِ محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے لے کے کچھ روشنی بزمِ کون ومکاں کو سجایا گیا

أنتَ الذِي لَمَّا رُفِعْتَ إلى السَما

بِكَ قد سَمَت وتَزَيَّنَت لِسرَاكا

آپ ہی ہیں کہ جب آپ کو آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ آپ کی برکت سے آسمان بلند درجہ والا ہوا اور آپ کے اس سفر سے آسمان خوبصورت ہوا۔

أنْت الذي نَادَاكَ ربُّك مَرحَباً

ولقد دَعاكَ لقُربِه وحَيَّاكا

آپ کو آپ کے رب نے خوش آمدید کہا اور آپ کو اپنے قرب کے لیے بلایا اور آپ پر سلام بھیجا۔

ملا علی القاری نے شرح الشفاء میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ معراج کے سفر میں حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے التحيات لله والصلوات والطيبات پڑھا پھر حق تعالیٰ نے فرمایا: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔[۱۵] دیگر مواقع پر بھی حق تعالیٰ شانہ نے آپ ﷺ کی طرف سلام بھیجا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبریل آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلام فرمارہے ہیں۔[۱۶]

أنْت الذِي فِينَا سَألتَ شفاعةً

نَادَاكربُّكَ لم تَكُن لِسواكا

ہم میں آپ ہی وہ ہستی ہیں کہ آپ ہی اللہ تعالیٰ سے شفاعت مانگیں گے، آپ کا رب آپ کی دعا قبول فرمائیگا اور یہ شرف آپ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوسکے گا۔

(لم تكن لسواكا) اشارہ ہے حدیثِ شفاعت کی طرف کہ محشر کے دن لوگ حساب کتاب شروع کرنے کی درخواست لے کر آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ معذرت کریں گے اور نوح علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے وہ بھی معذرت کریں گے اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کا کہیں گے جب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس درخواستِ شفاعت لے کر آئیں گے تو وہ بھی معذرت کریں گے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کا کہیں گے چنانچہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے آپ بھی اس بوجھ کو اٹھانے سے عاجزی ظاہر کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کا کہیں گے عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کر کے خاتم النبیین ﷺ کے پاس بھیجیں گے چنانچہ لوگ درخواستِ شفاعت لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپ ﷺ ان کی درخواست کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور مقامِ محمود پر سجدہ میں گریں گے آپ کے علاوہ کسی کو یہ شرف حاصل نہ ہوسکے گا۔[۱۷]

أنتَ الذِي بِكَ قد تَوسَّل آدمُ

مِن زلَّةٍ بِكَ فَازَ وهُو أباكَ

آپ ﷺ ہی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے وسیلہ سے دعا مانگی چنانچہ وہ کامیاب ہوئے حالاں کہ وہ آپ ﷺ کے جد امجد تھے۔

تفسیرِ قرطبی[۱۸] میں آیت فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ[۱۹] کے تحت نیز حاکمؒ نے مستدرک میں[۲۰]، بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں[۲۱] نیز زرقانیؒ نے شرحِ مواہب[۲۲] میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوگئی اور آپ کو زمین پر بھیجا گیا تو آپ نے سرورِ عالم ﷺ کے نامِ نامی سے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی۔

وَبِك خَليلٌ دَعا فكادَت نارُه

بَرداً وقد خَمِدتْ بِنور سَناكا

اور آپ ﷺ کی برکت سے ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی چنانچہ ان کی آگ ٹھنڈی ہوگئی اور وہ آگ آپ کی چمک کے نور سے بجھ گئی۔

علامہ زرقانیؒ نے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں موجود تھے اس لیے آپ ﷺ کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی۔[۲۳]

ودَعَاكَ أيوبُ لِضُرٍّ مَسَّه

فأُزِيلَ عنه الضُّرُّ حِين دَعاكا

آپ ﷺ کے نام سے ایوب علیہ السلام نے دعا فرمائی اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے جو ان کو پہنچی تو وہ تکلیف دور کردی گئی' جب انہوں نے آپ کے نام سے دعا کی۔

وبِك المسيحُ أتىٰ بَشيراًمُخْبِراً

بِصِفاتِ حُسْنِك مَادِحاً لِعُلاكا

اور عیسیٰؑ آئے آپ کی عمدہ صفات کی خوشخبری کے ساتھ آپ کے علوّ شان کی تعریف کرتے ہوئے۔

سورۃ الصف میں یہ خوش خبری موجود ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۶)[۲۴]

ترجمہ: اور (اسیطر حو ہو قتبھیقابلذ کر ہے) جبکہعیسیٰ (علیہاالسلام) ابنمریم (علیہاالسلام)
نے فرمایا کہاے بنیاسر ائیلمیں تمہارے پاسااللہکا بھیجاہوا آیاہوں مجھسے جوپہلے توراۃ (آچکی)
ہے میں اسکیتصدیقکرنے والاہوں اور میرے بعد جوایکر سولآنے والے ہیں جنکا نام (مبارک)
احمد ہو گامیں انکیبشارت دینے والاہوں پھر جبوہانلوگوں کے پاسکھلیدلیلیں لائے تو وہلوگ
(اندلا ئلمیعنیمعجزاتکینسبت) کہنے لگے یہصریحجادو ہے۔[۲۵]

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں میں اپنے جدبزگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاہوں اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔[۲۶]

وَكَذاكَ مُوسٰى لَمۡ يَزَلۡ مُتوسِّلاً
بِكَ فيالقِيامة مُحۡتَمٍ بِحِماكا

اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ بھی قیامت کے دن آپ کا وسیلہ طلب کر دیں گے آپ کی حمایت میں آتے ہوئے۔

خصائص الکبریٰ میں موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی امت میں سے ہونے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو خصلتیں عطاء فرمائیں ایک رسالت دوسری حق تعالیٰ سے ہمکلامی۔[۲۷] یہ تفصیلی روایت درجِ ذیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام پر جب تورات نازل ہوئی اور اس کو پڑھا تو اس میں اس امت کا تذکرہ پایا تو بارگاہِ الٰہی میں درخواست کی کہ توریت میں ایک امتکا ذکر ہے جو سب سے آخر میں آئے گی لیکن سب سے پہلے جنت میں جائے گی تو اس امت کو آپ میری امت بنادیجیے حق تعالیٰ نے فرمایا یہ احمد ﷺ کی امت ہے۔۔۔ الیٰ آخر

الحدیث۔[۲۸] ایک اور روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی اور امت محمدیہ ﷺ کی خیر وبرکات سے متعجب ہوئے تو حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ کاش میں بھی امتِ محمد ﷺ میں سے ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں وحی فرمائیں جن کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام خوش ہوگئے {يا موسى إني اصطفيتك على الناس برسالاتي وبكلامي} اس پر موسیٰ علیہ السلام پورے طور پر راضی ہوئے۔[۲۹]

نیز قیامت کے دن موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آگے آرہا ہے۔

وَ الأنبياءُ وكُلُّ خَلقٍ فِي الوَرى

وَالرُّسُلُ وَ الأمْلاكُ تَحت لِوَاكا

اور انبیاءِ کرام اور تمام مخلوق اور رسول اور سب بادشاہ آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أناسيدولدآدميومالقيامةولافخروبيديلواءالحمدولافخرومامننبييومئذآدمفمنسواهإلاتحتلوائيوأناأو لمنتنشقعنهالأرضولافخر[۳۰]

میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہونگا اور مجھے اس پر کوئی تکبر نہیں اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا اور مجھے اس پر کوئی تکبر نہیں اور آدم علیہ السلام سمیت کوئی نبی نہیں مگر وہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے زمین میرے اوپر سے ہٹے گی اور مجھے اس پر کوئی تکبر نہیں۔

لكَ مُعجِزَاتٌ أَعْجزَتْ كُلَّ الوَرٰى

وَ فَضائلُ جَلَّتْ فلَيسَت تُحَاكَى

آپ ﷺ کے معجزات ایسے ہیں جس نے ساری مخلوق کو عاجز کر دیا اور ایسے فضائل ہیں جو بہت عظیم الشان ہیں اور ان کی مثل پیش نہیں کی جاسکتی۔

معجزہ وہ خارقِ عادت اور محیر العقول امر ہے جو نبی کے ہاتھ پر نبی کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے حق تعالیٰ ظاہر فرماتے ہیں[۳۱]۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاءِ کرام کو معجزات عطاء فرمائے جو ان کی نبوت کی دلیل ہوتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:ما من نبي من الأنبياء إلا قد أُعطِي من الآيات ما مثله آمَن عليه البشر[۳۲] یعنی انبیاءِ کرام میں سے ہر نبی کو اتنے معجزات اور آیاتِ بینات دی گئیں کہ اگر کسی انسان کو ایمان لانا ہو تو اس کے یقین کے لیے کافی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار معجزات عطاء فرمائے جن کی تعداد بعض علماءِ سیر نے تین ہزار تک بیان فرمائی ہے۔ علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: وذكر النووي في مقدمة شرح مسلم أن معجزات النبي صلى الله عليه و سلم تزيد على ألف ومائتين وقالالبيهقي في المدخل بلغت ألفا وقال الزاهدي من الحنفية ظهر على يديه ألف معجزة وقيل ثلاثة آلاف وقد اعتنى بجمعها جماعة من الأئمة كأبي نعيم والبيهقي وغيرهما۔[۳۳]

نَطقَت طعامٌ بِسمّه لكمُعلِناً

والضَّبُّ قد لَبّاكَ حِينَ لَقَاكا

کھانا خود بول پڑا اپنے زہر کا اعلان کرتے ہوئے اور گوہ نے بھی آپ کو لبیک کہا جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوا۔

(نطقت طعام بسمّه لك معلنا) خیبر فتح ہونے کے بعد ایک یہودی عورت زینب بنت الحارث (سلّام بن مشکم کی بیوی) نے آپ ﷺ کو ایک بُھنی ہوئی بکری پیشِ خدمت کی۔ اور ہدیہ سے پہلے اس نے معلوم کروایا کہ رسول اللہ ﷺ کو بکری کا کون سا حصہ زیادہ مرغوب ہے۔ اس کو بتایا گیا کہ دستی کا حصہ۔ چنانچہ اس نے بکری کو زہر لگایا اور دستی میں خوب زیادہ زہر لگایا۔ جب بکری آپ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی آپ ﷺ نے دستی لی اور اس کا ایک لقمہ منہ میں رکھ کر باہر نکال دیا آپ ﷺ کے ساتھ ہی بشر بن البراء بن المعرور نے بھی لقمہ لیا اور نگل گئے۔ آپ ﷺ نے لقمہ باہر نکال کر فرمایا: اس بکری کی ہڈی مجھے خبر دے رہی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ عورت کو بلوایا اور اس سے اس کا سبب دریافت فرمایا اس نے کہا میں نے اس لیے کیا کہ اگر یہ بادشاہ ہیں تو ان کے قتل سے میں راحت حاصل کرونگی اور اگر نبی ہیں تو ان کو پتہ چل جائیگا۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو جانے دیا[۳۴] پھر جب اس زہر سے حضرت بشر بن البراء بن المعرور رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے اس یہودن کو قصاصاً قتل کروایا۔[۳۵]

خود آپ ﷺ کو بھی اس زہر سے نقصان پہنچا۔[۳۶]

(والضب قد لبّاك حين لقاكا) گوہ کی گواہی کا یہ حیرت انگیز واقعہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ صحابہ کرام کی محفل میں جلوہ افروز تھے کہ بنی سلیم کا ایک دیہاتی وہاں سے گذرا جس نے ایک گوہ کا شکار کیا تھا اور اس کو اپنی آستین میں رکھا تھا تاکہ اس کو گھر لے جاکر بھون کر کھائے۔ جب اس نے اس مجلس کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیسی محفل ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ اپنے آپ کو نبی بتاتے ہیں۔ دیہاتی مجلس کو چیرتا ہوا اور کہا: لات اور عزٰی کی قسم! عورتوں نے کوئی آدمی نہیں جنا جو مجھے تم سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری قوم مجھے جلد باز کا خطاب دیگی تو میں تمہیں قتل کردیتا اور تمام اقوام کو خوش کرتا۔

حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! مجھے حکم دیں کہ اس کو قتل کردوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تمہیں معلوم نہیں کہ حلیم اور بردبار شخص نبی بننے کے قریب ہوتا ہے۔

پھر آپ ﷺ اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں کس بات نے ابھارا کہ اس طرح کی باتیں کرو؟

دیہاتی نے کہا: تم مجھ سے اس طرح بات کرتے ہو۔ لات اور عُزیٰ کی قسم! میں تم پر ایمان نہیں لاسکتا مگر یہ کہ یہ گوہ تم پر ایمان لے آئے۔ اس نے یہ کہا اور گوہ کو اپنی آستین سے نکال کر آپ ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ!

تو گوہ نے صاف عربی میں جواب دیا جس کو سب قوم نے سنا: **لبیك و سعدیك.**

آپ ﷺ نے فرمایا: "اے گوہ! تو کس کی عبادت کرتا ہے؟"

گوہ نے جواب دیا: "میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی سلطنت زمین میں ہے۔ اور سمندر میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کی سزا ہے۔"

آپ ﷺ نے پوچھا: "میں کون ہوں اے ضب؟"

گوہ نے جواب دیا: "آپ رب العالمین کے رسول ہیں، اور خاتم النبیین ہیں، اور جو آپ کی تصدیق کرے وہ کامیاب ہے اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ ناکام ونامراد ہوا۔"

اب دیہاتی نے کہا: آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اب میں کسی کی بات کو نہیں مان سکتا۔ اللہ کی قسم! میں آپ کے پاس آیا اور زمین کے اوپر آپ سے زیادہ مجھے کوئی مبغوض نہیں تھا لیکن اب آپ ﷺ مجھے میرے والدین، میری آنکھوں بلکہ میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہوگئے۔ اور میں اب آپ سے محبت کرتا ہوں اپنے باطن سے اور ظاہر سے اور پوشیدہ اور اعلانیہ پھر کلمہ پڑھا: **أشهد أن لا إله إلا الله، وأنك رسول الله.....**

اس کے بعد یہ اعرابی باہر نکلے تو دیکھا کہ ان کے قبیلہ بنو سُلیم کے ایک ہزار جنگجو سامنے کھڑے ہیں، پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس شخص کو قتل کرنے جارہے ہیں جو ہمارے معبودوں کو غلط کہتا ہے۔ دیہاتی نے کہا: ایسا مت کرو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد ان کو واقعہ بتایا تو سب نے مل کر کہا: **لا إله إلا الله محمد رسول الله.**[۳۷]

والذِئبُ جاءَكَ والغَزالةُ قد أَتَت

بِكتَستَجيرُ وتَحتمِي بِحِماكَا

اور بھیڑیا آپ کے پاس آیا اور ہرنی بھی آئی آپ کی امان حاصل کرنے اور اور آپ کی پناہ کے ذریعے پناہ حاصل کرنے۔

قصة الذئب: امام سیوطی رحمہ اللہ نے بحوالہ بزار و سعید بن منصور اور بیہقی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بھیڑیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور دُم ہلانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھیڑیوں کا نمائندہ آیا ہے تم لوگوں سے کہنے کہ تم لوگ اپنے مال میں سے کچھ ان کے لیے بھی کر دیا کرو۔[۳۸]

اسی طرح کی ایک اور روایت سیوطی نے بحوالہ دارمی و ابو نعیم وغیرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو دیکھا کہ سو کے قریب بھیڑیے پاؤں پسارے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے

فرمایا: تم ان کو اپنے کھانے میں سے کچھ مقرر کر دو اور باقی چیزوں کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ۔ صحابہ کرام نے محتاجی کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر انہیں اجازت دو پھر انہیں اجازت دو پھر وہ بھیڑیے آواز نکالتے ہوئے چلے گئے۔[39]

اس کے علاوہ بھیڑیے کے حوالے سے ایک اور روایت علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے کہ ایک چرواہا حرّہ کے پاس بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا، چرواہا بھیڑیے اور بکری کے درمیان آ گیا تو بھیڑیا اپنی دم دبا کر بیٹھا اور کہا کہ تو اللہ سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور اس رزق کے درمیان آتا ہے جو اللہ نے میرے لیے بھیجا۔ چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسانوں کی طرح باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات بتاؤں کہ اللہ کے رسول آ چکے ہیں جو لوگوں کو گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں بتاتے ہیں وہ چرواہا بکریاں چراتا ہوا مدینہ آیا اور آپ ﷺ کو بھیڑیے کا قصہ بتایا آپ ﷺ نے فرمایا: سچ کہا! سچ کہا۔[40]

(یہ پورا قصیدہ اور خصوصاً اس کی چند روایات کی جرح و تعدیل اور روایت و درایت کے اصول پر تحقیق کی ضرورت ہے' ہمارے علمِ حیوانیات کے ماہر دوست کا کہنا ہے کہ اُس وقت اور اب بھی حجاز میں بھیڑیے نہیں ہوتے۔ مدیر)

قصة الظبية:

ہرنی کا واقعہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ صحراء میں تھے کہ کسی پکارنے والے نے پکارا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا لیکن کوئی نظر نہیں آیا پھر آپ ﷺ نے دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے قریب تشریف لائیے، آپ ﷺ قریب تشریف لے گئے اور فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے؟

اس نے کہا: اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں اگر آپ مجھے کھول دیں تو میں انہیں دودھ پلانے چلی جاؤں گی پھر آپ کے پاس واپس آ جاؤں گی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا کرو گی؟

اس نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے عذاب دے۔

آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی اور آپ ﷺ نے اسے دوبارہ باندھ دیا اتنے میں ہرنی کا مالک دیہاتی بیدار ہو گیا اور پوچھا کہ حضور! ہمارے لائق کوئی خدمت؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ہم اس ہرنی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس نے چھوڑ دیا تو وہ ہرنی اچھلتے ہوئے دوڑنے لگی اور یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ أشهد أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله۔[41]

وَكَذا الْوُحُوشُ أَتتَ إِلَيكَ وسَلَّمتْ

وَ شَكَا البَعِيرُ إِلَيكَ حِينَ رَآكَا

اسی طرح وحشی جانور آپ کے پاس آتے اور آپ کو سلام کرتے اور اونٹ نے آپ سے (اپنے مالک کی) شکایت کی جب اس نے آپ کو دیکھا۔

سیرت کی تقریباً تمام کتابوں میں ایسے واقعات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور بھی آپ ﷺ کو ملجاء وماوی سمجھتے تھے۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الخصائص الکبریٰ میں اس طرح کے کئی واقعات درج فرمائے ہیں جن میں سے چند درجِ ذیل ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے کہ ایک اونٹ آیا جب وہ صف کے قریب پہنچا تو سجدہ میں گر گیا۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟

انصار کے چند نوجوانوں نے کہا یہ اونٹ ہمارا ہے۔

آپ ﷺ نے پوچھا: اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ اس اونٹ نے ہمارے ہاں ۲۰ سال گزارے اب جب یہ بوڑھا ہو چکا تو ہم نے اس کو نحر کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اپنے لوگوں میں اس کو تقسیم کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مجھے بیچو گے؟

انہوں نے کہا: یہ آپ کا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہاں تک کہ اس کی موت آجائے۔[۴۲]

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین عجیب چیزیں آپ ﷺ سے دیکھیں ان میں ایک یہ تھی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہمارے پاس ایک اونٹ پانی سے لدا ہوا جا رہا تھا جب اس اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اپنی گردن آگے رکھ دی۔ تو آپ ﷺ نے اس اونٹ والے کو بلوایا اور فرمایا کہ یہ زیادہ کام کی اور کم چارہ کی شکایت کر رہا ہے۔ تو تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔[۴۳]

حضرت غیلان بن سلمہ الثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک جگہ قیام کیا تو ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ایک باغ ہے اسی پر میرا اور میرے اہل وعیال کا گزر بسر ہے۔ اور میرے دو اونٹ ہیں جو آب پاشی کے لیے استعمال ہوتے ہیں اب وہ مشتعل ہیں اور مجھے اپنے پاس نہ باغ میں آنے دے رہے اور نہ کوئی ان کے قریب جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ باغ تشریف لے گئے اور باغ

والے سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے کہا کہ ان اونٹوں کا معاملہ بہت خطرناک ہے۔

جب اس نے دروازہ میں چابی گھمائی تو وہ دونوں اونٹ چیخنے لگے جب دروازہ کھلا اور ان دونوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے سامنے سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سروں کو پکڑا اور مالک کے حوالے کیا اور فرمایا ان سے کام لو اور چارہ اچھی طرح دیا کرو۔ وہاں جو لوگ بیٹھے تھے کہنے لگے اے اللہ کے رسول! آپ کو جانور سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: سجدے اسی ذات کا حق ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گی اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔[۴۴]

اسی طرح کی بعض روایات میں ہے کہ یہ معجزہ دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اونٹ بھی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: سوائے کافر انسان اور کافر جن کے کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔[۴۵]

وَدَعوتَ أشجاراً أتَتْكَ مُطيعَةً
وسَعَتْ إليكَ مُجِيبةً لِنِدَاكا

آپ ﷺ نے درختوں کو بلایا تو وہ فرمانبردار ہو کر آئے اور دوڑے آپ کی طرف آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سفر میں ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ دیکھو کوئی درخت یا پتھر نظر آرہا ہے؟

میں نے عرض کیا کہ میں نے کچھ کھجور کے درخت قریب قریب لگے دیکھے ہیں اور پتھر کی چٹان نما ڈھیری بھی دیکھی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان درختوں کے پاس جا کر کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ تاکہ اللہ کے رسول قضاء حاجت کر سکیں اور پتھروں کو بھی یہی کہو۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا میں ان درختوں کو دیکھ رہا تھا کہ درخت زمین کو پھاڑتے ہوئے ایک جگہ جمع ہو گئے اور پتھر اچھل اچھل کر اسی جگہ جمع ہو گئے پھر جب آپ ﷺ نے قضاءِ حاجت کر لی تو پھر فرمایا کہ اب درختوں اور پتھروں کے پاس دوبارہ جاؤ اور ان کو کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی جگہوں پر واپس چلے جاؤ۔[۴۶]

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم نے ایک جگہ قیام کیا اور رسول اللہ ﷺ سو گئے تو ایک درخت زمین کو پھاڑتے ہوئے آیا اور آپ ﷺ پر جھک گیا پھر اپنی جگہ واپس لوٹ گیا جب آپ ﷺ جاگے تو میں نے یہ قصہ ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: اس درخت نے حق تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے تو حق تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔[47]

امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ مکہ سے باہر تھے اور اہل مکہ نے آپ ﷺ کو خون سے رنگ دیا تھا تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے مجھے خون سے رنگ دیا ہے اور ایسا ایسا سلوک کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کہیں تو آپ کو کوئی نشانی دکھاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اس درخت کو بلائیں۔

آپ ﷺ نے بلایا تو وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اب اس کو کہیں کہ واپس چلا جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اب اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ تو درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بس میرے لیے کافی ہے۔[48]

مشکوۃ شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو ایک اعرابی قریب آیا آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تم گواہی دیتے ہو کہ **لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله؟**

اس نے کہا: کون گواہی دیگا تمہاری بات پر؟

آپ ﷺ نے فرمایا یہ پیلو کا درخت۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو بلایا جب کہ وہ درخت نہر کے کنارے پر تھا تو وہ زمین کو پھاڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے تین دفعہ اس سے گواہی مانگی اس درخت نے تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھا اور واپس اپنی اگنے کی جگہ چلا گیا۔[49]

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں کیسے مانوں کہ آپ اللہ کے رسول ہو؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کھجور کے درخت کے اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ گواہی دے میں اللہ کا رسول ہوں پھر؟

پھر آپ ﷺ نے اس خوشہ خرما کو بلایا تو وہ خوشہ نیچے آیا اور آپ ﷺ کے پاس گر گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ تو وہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر وہ دیہاتی اسلام لے آیا۔ [۵۰]

وَالماءُ فاضَ بِراحَتَيكَ وسبَّحتْ

جَمُّ الحَصَى بِالفَضلِ في يُمناكا

آپ کی ہتھیلیوں سے پانی بہ پڑا اور بڑی تعداد میں کنکریوں نے آپ کی نبوت اور فضل کی تسبیح پڑھی آپ کے سیدھے ہاتھ میں۔

(والماء فاض براحتیك): امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کی کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا اور ہمارے پاس کچھ بچے ہوئے پانی کے علاوہ اضافی پانی نہیں تھا، تو اس پانی کو ایک برتن میں ڈال کر آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا اور انگلیاں کھول دیں اور فرمایا آؤ وضو کی طرف اور اللہ کی برکت کی طرف۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا پس لوگوں نے وضو کیا اور پانی پیا اور میں بھی جتنا پی سکتا تھا پیا کیونکہ میں جانتا تھا اس میں برکت ہے اور اس وقت ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ [۵۱]

اسی طرح کی ایک روایتحضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت آگیا تو جو قریب گھر والے تھے وہ گھر والوں کے پاس چلے گئے وضو کرنے اور بہت سے لوگ باقی رہ گئے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پتھر کا برتن لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا تو برتن چھوٹا پڑ گیا کہ اس میں آپ ﷺ کی ہتھیلی پھیل سکے اس سے پوری قوم نے وضو کیا۔ راوی کہتے ہیں ہم نے کہا: ان حضرات کی تعداد کتنی تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہنے جواب دیا کہ اسی اور کچھ زیادہ۔ [۵۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ صبح کے وقت لشکر کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ ایک صحابی نے آپ ﷺ کو بتایا کہ لشکر کے پاس پانی نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم لوگوں کے پاس کچھ ہے؟

صحابی نے جواب دیا: جی، پھر ایک برتن لے آئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں برتن کے منہ پر رکھیں اور انگلیاں کھول دی۔ صحابی فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ چشمے پھوٹ رہے

تھے آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں الوضوء المبارک۔[۵۳]

ایک اور روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں ہم صلح حدیبیہ کے دن ۱۵۰۰ تھے۔ پھر پیاس کا ذکر کیا اور فرمایا حضور انور ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے ایسے ابلنے لگا جیسے کہ چشمے ہوں۔ پھر ہم نے پیا اور خوب استعمال کیا اور وہ پانی ہم سب کو کافی ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپ حضرات کی تعداد کتنی تھی فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کافی ہو جاتا، ہم اس دن پندرہ سو تھے۔[۵۴]

(وسبّحت جمّ الحصى بالفضل في يمناكا)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہفرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ اکیلے بیٹھے تھے، میں بھی آکر بیٹھ گیا اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہتشریف لائے پھر حضرت عثمانرضی اللہ عنہتشریف لائے۔ آپ ﷺ کے سامنے سات کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اٹھایا اور اپنی ہتھیلی میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ پھر آپ نے انہیں اٹھایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہکے ہاتھ میں رکھ دیا تو پھر تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے پھر انہوں نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اٹھایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہکے ہاتھ میں رکھ دیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو اٹھایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہکے ہاتھ میں رکھ دیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔[۵۵]

اسی طرح کی روایت حضرت انسرضی اللہ عنہسے بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں تو وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ تسبیح ہم نے سنی۔ پھر ان کو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہکے ہاتھ میں دیں۔ تو وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ تسبیح ہم نے سنی۔ پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہکے ہاتھ میں دیں۔ تو وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ تسبیح ہم نے سنی۔ پھر ان کو حضرت عثمانرضی اللہ عنہکے ہاتھ میں دیں۔ تو وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ تسبیح ہم نے سنی۔[۵۶]

اسی طرح کی ایک روایت کھانے کی تسبیح کے حوالے سے منقول ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: **فلقد رأيت الماء ينبع من بين أصابع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولقد كنا نسمع تسبيح الطعام وهو يؤكل**[۵۷] یعنی میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا اور ہم نے سنا کھانے کی تسبیح کو جب کہ اس کو کھایا جا رہا تھا۔

وَعَلَيكَ ظَلَّتِ الغَمَامَةُ فِي الوَرٰى

والجِذْعُ حَنَّ إلىٰ كَرِيمِ لِقَاكا

ساری مخلوق میں صرف آپ پر بادل نے سایہ کیا اور کھجور کا تنا بھی رو پڑا آپ ﷺ کی پیاری ملاقات کے فراق میں۔

(وعليك ظلّلت الغمامة في الورى):

امام سیوطی رحمہ اللہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے حوالے سے نقل کیا کہ جب دوپہر کے وقت تھا اور گرمی بہت شدید تھی تو میسرہ نے دیکھا کہ دو فرشتے دھوپ سے آپ کو سایہ دے رہے ہیں اور میسرہ نے اس واقعہ کو یاد رکھا اور جب وہ واپس آئے تو مکہ میں دوپہر کے وقت داخل ہوئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس وقت اونچائی پر تھیں تو انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اونٹ پر سوار ہیں اور اور دو فرشتے آپ پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اور عورتوں کو بھی دکھایا تو ان سب کو بھی تعجب ہوا اور

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات میسرہ کو بتائی تو میسرہ نے کہا کہ میں تو اس وقت سے یہ دیکھ رہا ہوں جب سے ہم سفر پر نکلے۔[۵۸]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کے اوپر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری قوم سے سب سے سخت تکلیف جو پہنچی وہ یوم العقبہ کے وقت جب کہ میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل پر پیش کیا، انہوں نے جو کچھ میں نے چاہا اس کو قبول نہیں کیا، پھر میں وہاں سے چلا تو بڑا افسردہ تھا جب میں قرن الثعالب پہنچا تو کچھ افاقہ ہوا اور میں سر اٹھا کر دیکھا تو ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا ہوا تھا۔۔ الخ[۵۹]

ترمذی شریف میں روایت موجود ہے کہ جب ابو طالب آنحضرت ﷺ کو شام کے سفر پر لے گئے ساتھ میں قریش کے کچھ لوگ بھی تھے تو ایک راہب کے قریب پڑاؤ ڈالا پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ راہب باہر نکل کر لوگوں سے ملا ہو لیکن اب کی بار وہ باہر آیا اور لوگوں میں گھومنے لگا اور پھر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یہ سب

جہانوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ ان کو رحمۃ للعالمین بنائے گا۔ قریش کے لوگوں نے کہا: تمہیں کیسے علم ہوا؟

اس نے کہا: جب تم لوگ وادی میں داخل ہوئے تو کوئی درخت یا پتھر ایسا نہیں تھا جو سجدہ میں نہ ہو اور یہ چیزیں صرف نبی کو سجدہ کرتی ہیں اور میں ان کو پہچان رہا ہوں مہر نبوت سے جو ان کے کندھے کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر وہ راہب گیا اور کھانا بنا کر لایا تو آپ ﷺ اونٹ چرا رہے تھے اس نے آپ ﷺ کو بلوایا آپ ﷺ آئے تو بادل نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ الخ[60]

بدر الدین حلبی رحمہ اللہ نے اس شعر میں اسی معجزہ کی طرف اشارہ کیا:

نَبِي أظلته الغمامة إِذْ مَشى ... وَعَن أمره جَاءَت إِلَى نَحوه الشّجر[61]

(والجذعحنّإلى كريم لقاكا)

یہ حیرت انگیز معجزہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے عظیم الشان معجزات میں شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت بیان کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک درخت کے پاس سہارا لے کر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنایا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ ﷺ کے سامنے منبر پیش کیا گیا تو وہ کھجور کا تنا رونے لگا جیسے بچہ روتا ہے۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے اور اسے گلے لگایا تو وہ ایسے سسکیاں لینے لگا جیسے بچہ جب چپ ہو تو سسکیاں لیتا ہے۔ الخ[62]

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ اس تنے سے جدا ہو کر منبر پر تشریف لے گئے تو وہ تنا بیتاب ہو گیا جیسے اونٹنی اپنے بچے کے لیے بیتاب ہو کر آواز نکالتی ہے۔ آپ ﷺ واپس آئے اور اس پر ہاتھ رکھا اور اس سے فرمایا: "پسند کر لو یا تو میں تمہیں اسی جگہ لگا رہنے دوں یا پھر تمہیں جنت میں لگوا دوں؟ پھر تم اس کی نہروں سے اور دریاؤں سے سیراب ہونا تو تمہاری نشو نما اچھی ہو جائے گی اور پھل بھی بہترین لگے گا اور اللہ کے دوست تمہارا پھل کھائیں گے"۔

آپ ﷺ نے سنا کہ وہ آپ سے کہہ رہا تھا: "جی! مجھے منظور ہے۔ جی! مجھے منظور ہے"۔

جب آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس نے پسند کیا کہ میں اسے جنت میں لگواؤں۔[63]

اور بعض الفاظ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔[64] اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اس کو گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔[65]

وَكَذاكَ لا اِثْرَ لِمَشْيِكَ في السُّرىٰ
وَالصَخرُ قد غَاصَت بِهِ قَدَمَاكا

اسی طرح سفر معراج میں آپ کی چال کے پیچھے کوئی نہیں آسکا۔ اور چٹان میں آپ کے قدموں کے نشانات جذب ہو گئے۔

یعنی سفر معراج میں جو مرتبہ اور مقام آپ ﷺ کو عطا ہوا ایسا اولین و آخرین میں کسی کو نہیں ہوا۔ جس طرح آپ کا سفر ہوا، جس رفتار سے آپ ﷺ نے سفر کیا اس طرح کوئی نہیں کر سکا۔ نیز جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات مقامِ ابراہیم پر ثبت ہیں شاید آپ ﷺ کا بھی ایسا کوئی معجزہ امام صاحب کے علم میں ہو جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا۔

وَاشْفَیتَ ذَا العَاھاتِ مِن أمْراضِھم
وَ مَلأتَ کُلَّ الأرضِ مِن جدواکا

آپ ﷺ نے خطرناک مرض والوں کو ان کی بیماریوں سے شفاء دی اور زمین کو اپنی بخششوں سے بھر دیا۔

وَرَدَدتَّ عَین قَتادۃَ بَعد العَمٰی
وابنَ الحُصَین شَفَیتَہبِشفاکا

آپ ﷺ حضرت قتادہؓ کی بینائی واپس لے آئے نابینا ہونے کے بعد اور ابن الحصینؓ کو بھی آپ نے اپنی شفاء سے شفایاب کیا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ بدر میں حضرت قتادہ بن النعمان کی آنکھ میں زخم لگا جس سے ان کی آنکھ باہر نکل کر ان کے گال پہ لٹکنے لگی۔ لوگوں نے اس کو کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن پہلے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا آپ نے منع کیا اور انہیں اپنے پاس بلوایا پھر اپنے ہاتھ سے ان کی آنکھ کو واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ ایسی ہو گئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کونسی آنکھ میں زخم لگا تھا۔[۶۶]

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت رفاعہ بن رافع بن مالکؓ کا بھی امام بیہقی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت رفاعہ بن رافع بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بدر کے دن ایک تیر مارا گیا جس سے میری آنکھ پھوٹ گئی۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنا لعابِ مبارک لگایا اور میرے لیے دعا فرمائی اس کے بعد کبھی مجھے اس آنکھ میں تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔[۶۷] سیرت حلبیہ میں یہ بھی اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت قتادہ کی آنکھ اپنے ہاتھ سے رکھی اور ان کے لیے دعا بھی فرمائی کہ **اللھم اکسہ جمالاً** اے اللہ اسے حسن و جمال نصیب فرما۔ اور آپ ﷺ کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ اگر دوسری آنکھ میں آشوبِ چشم ہوتا تو اس آنکھ میں نہ ہوتا نیز دیکھنے والا اندازہ نہیں کر سکتا کہ کونسی آنکھ میں زخم لگا تھا۔ بلکہ وہ زخمی آنکھ زیادہ خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔[۶۸]

(و ابن الحصين شفيته بشفاكا) قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الشفا میں روایت نقل کی ہے کہ غزوہ احد کے دن حضرت کلثوم بن الحصین رضی اللہ عنہ کے سینہ کے اوپر تیر لگا، وہ آپ ﷺ کی پاس حاضر ہوئے آپ ﷺ نے اس زخم پر اپنا لعابِ مبارک لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئے۔[۶۹]

وَكذا خُبيباً وابْنعَفرا بعدَ ما
جُرِحا شَفيتهُما بِلَمْسِ يَدَاكا

اور حضرت خبیبؓ اور ابن عفراء زخمی ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنے دستِ مبارک کے لمس سے شفاء یاب کیا۔

غزوہ بدر کے موقعہ پر حضرت خُبیب بن اساف[۷۰] یا خُبیب بن عدی[۷۱] کو غزوہ بدر کے دن کندھے پر زخم لگا اور اس کی ایک طرف لٹک گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی جگہ رکھا تو وہ پہلے کی طرح جڑ گیا۔[۷۲]

محمد بن يوسف الصالحي الشامي نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ (معاذ بن عمرو بن الجموح) فرماتے ہیں میں نے لوگوں سے سنا کہ ابو جہل مضبوط پہرہ میں رہتا ہے اور اس تک پہنچنا ممکن نہیں۔ جب میں نے یہ سنا تو میں نے اس کو اپنا ہدف بنا لیا جب مجھے اس کے اوپر قدرت ہوئی تو میں نے اس کے اوپر حملہ کیا اور ایسا وار کیا کی اس کی پنڈلی کو کاٹ دیا۔۔۔ اس دوران اس کے بیٹے عکرمہ نے مجھ پر وار کیا جس سے میرا کندھا کٹ گیا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ روایت میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ یہ صحابی اپنے ہاتھ کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن اس پر لگایا تو وہ جڑ گیا۔[۷۳]

دوسری روایت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفاء میں ذکر کی ہے کہ غزوہ بدر کے دن ابو جہل نے معوذ بن عفراء کا ہاتھ کاٹ دیا وہ اس ہاتھ کو لے کر سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے اس پر لعابِ مبارک لگایا اور اس کو جوڑا تو وہ جڑ گیا۔

وعَليٌ مِن رَمَد بِهذاوِيته
فِي خَيبَرَ فشَفا بِطيِّبِ لَماكا

اور حضرت علیؓ کے آشوبِ چشم کا بھی آپ نے علاج کیا خیبر میں تو وہ ٹھیک ہو گئے آپ کے ہونٹوں کی خوشبو سے۔

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ خیبر کے دن آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب کہ ان کو آشوبِ چشم کی بیماری لگی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جنگ کا عَلم ایسے آدمی کو دونگا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا فرمایا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو آپ ﷺ کے پاس لے گیا جب کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ سرکار ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا لعابِ مبارک لگایا تو وہ صحیح ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کو عَلم عطا فرمایا۔[۷۴]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے آشوبِ چشم ہوا نہ سر میں درد ہوا جب سے آپ ﷺ نے خیبر کے دن میری آنکھ میں لعاب ڈالا۔[۷۵] بلکہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ جب سے آپ ﷺ نے میری آنکھ میں لعاب ڈالا نہ مجھے گرمی محسوس ہوئی نہ سردی اور نہ میری آنکھیں کبھی آشوب سے متاثر ہوئیں۔[۷۶]

وسَألتَ ربَّكَ فِي ابْنِ جَبر بَعدَ ما

انْ مَاتَ أحياه وَ قَد أرْضَاكا

اور آپ نے اپنے رب سے دعا کی ابن جبر کے مرنے کے بعد تو حق تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا اور آپ کا دل خوش کیا۔

احیاءِ موتی یعنی مردوں کو زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاص معجزہ تھا لیکن آپ ﷺ کو بھی اس سے حظ وافر دیا گیا چنانچہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر مردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا۔[۷۷]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے خصائص الکبریٰ میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صفہ میں بیٹھے تھے ایک عورت ہجرت کر کے آئی اور اس کے ساتھ اس کا جوان بیٹا بھی تھا۔ کچھ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ اس لڑکے کو مدینہ کی وباء پہنچی کچھ دن وہ بیمار رہا پھر انتقال کر گیا آپ ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا جب ہم اسے غسل دینے لگے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کی اس کی ماں کے پاس جاؤ اور انہیں بتا دو۔ میں نے جا کر اطلاع دیدی وہ خاتون آگئیں اور بیٹے کے قدموں میں بیٹھ گئی اور ان کو پکڑ کر دعا کرنے لگی کہ میں آپ کی خاطر ایمان لائی اور بت پرستی کی چادر پھینک دی اور آپ کی محبت میں ہجرت کی۔ اے اللہ! مجھے بت پرستوں کے سامنے رسوا نہ فرما اور مجھ پر ایسی مصیبت نہ ڈال جس کو میں برداشت نہ کر سکوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس نے دعا مکمل نہیں کی تھی کہ اس لڑکے کے قدم حرکت کرنے لگے اور اس نے کپڑا اپنے منہ سے ہٹایا اور زندہ رہا یہاں تک کہ حضور ﷺ کا بھی وصال ہو گیا اور اس کی ماں کا بھی۔[۷۸]

غالباً امام صاحب رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کی اسی برکت کی اشارہ فرمایا۔

وَ دَعَوتَ عَامَ القَحْطِ ربَّكَ مُعْلِناً

فَانْحَلَّ قَطرةَ السُّحُبِينَ دُعَاكا

آپ ﷺ نے قحط کے سال اپنے پروردگار سے اعلانیہ دعا مانگی تو بادلوں کے قطرے کھل گئے آپ کی دعا سے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سال لوگوں کو قحط سالی پیش آئی۔ آپ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول! مال ہلاک

ہو گئے اور گھر والے بھوکے ہیں آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش برسائے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے جب کہ آسمان پر کوئی بادل کا ٹکڑا نہیں تھا کہ اچانک پہاڑوں جیسے بادل اٹھ نے لگے اور ابھی آپ منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بارش کے قطرے آپ کی ڈاڑھی مبارک سے گرتے ہوئے دیکھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دن بھی بارش ہوئی پھر اگلے دن بھی پھر اس سے اگلے دن بھی اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ اگلے جمعہ وہی دیہاتی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ! عمارتیں گر گئیں اور مال غرق ہو گیا آپ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا اور ہم پر نہ برسا پس آپ اشارہ فرماتے جاتے اور آسمان کے کناروں پر بادل وہاں سے ہٹتے جاتے یہاں تک کہ مدینہ گول گڑھے کی طرح ہو گیا اور ایک مہینہ تک وادیاں نہروں کی طرح بہتی رہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آس پاس کے علاقوں سے کوئی آدمی نہیں آتا تھا مگر بارش کی کثرت کو بیان کرتا۔[۷۹]

فَدَعَوتَ كُلَّ الخَلقِ فَانْقَادُوا إلَى
دَعَواتِك طَوْعاً سَامِعينَ نِدَاكا

آپ نے تمام مخلوق کو اللہ کی طرف بلایا تو وہ آپ کی دعوت کے سامنے فرمانبردار ہو گئے آپ کی آواز کو سنتے ہوئے۔

أعْدَاكَ عَادُوا فِي القَلبِ بِحَمِيمِهِم
طُرّا وقَد حَرِبُوا لِرضاً بِجَفَاكا

آپ کے دشمنوں نے آپ سے دشمنی کی دل میں نفرت کی آگ کے ساتھ سب کے سب نے اور انہوں نے اپنی خوشی سے آپ سے جنگیں کی تھیں آپ کے ساتھ ظلم کرتے ہوئے۔

فِي يَومِ بَدرٍ قَد أَتَتكَ مَلَائِكٌ
مِن عِندِ رَبِّكَ قَاتَلَتْ أعْدَاكا

بدر کے دن آپ کے پاس فرشتے آئے آپ کے رب کی طرف سے اور آپ کے دشمنوں کو قتل کیا۔

آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے براہِ راست فرشتوں کو آپ ﷺ کی مدد کے لیے بھیجا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور یہ (بات) محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سرو سامان تھے۔ سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم شکر گزار رہو۔ جب کہ آپ مسلمانوں

سے یوں فرمار ہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہو گا کہ تمھارا رب تمھاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے۔ ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہو گے اور متقی رہو گے اور وہ لوگ تم پر ایک دم سے آپہنچیں گے تو تمھارا رب تمھاری امداد فرمائے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہوئے ہوں گے۔"[۸۰]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن ایک مسلمان کسی مشرک کے پیچھے دوڑ تا تھا کہ اچانک وہ اوپر سے کوڑے کی آواز سنتا اور کسی شہسوار کی آواز سنتا کہ اے حیزوم آگے بڑھ پھر جو دیکھا تو وہ مشرک زمین پر پڑا ہوا تھا۔۔۔ اس انصاری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ بتایا یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی۔[۸۱] ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے مارے ہوئے اور فرشتوں کے مارے ہوؤں کو پہچانتے تھے ان کی گردن کے اوپر اور پوروں پر نشان ہوتا تھا آگ سے جلنے کا۔[۸۲]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن فرشتوں کی نشانی سفید عمامے تھے جن کے شملے کمر تک تھے اور حنین کے دن سرخ عمامے تھے۔ بدر کے علاوہ کسی موقعہ پر ملائکہ نہیں لڑے باقی دنوں میں فرشتے صرف تعداد بڑھانے اور مدد کے لیے آتے، لڑتے نہیں تھے۔[۸۳]

وَالفَتحُ جاءَكَ يَومَ فَتحِكَ مَكَّةَ

وَالنَّصرُ فِي الأَحزَابِ قَد وَافَاكَا

فتحِ مکہ کے دن آپ کو کامل فتح حاصل ہو گئی۔ اور غزوہ احزاب کے موقعہ پر مدد نے آپ کے پاؤں چومے۔

فتحِ مکہ کے موقعہ پر حق تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مدد شاملِ حال رہی چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع اپنے آثار کے) آ پہنچے (یعنی واقع ہو جائے)۔ اور (آثار جو اس پر متفرع ہونے والے ہیں کہ) آپ لوگوں کو اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں۔ تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجیے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔"[۸۴]

عام طور سے قبائل کی نظریں فتحِ مکہ پر لگی تھیں کیونکہ واقعہ فیل کی وجہ سے سب کا یقین تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم باطل پر ہوں گے تو بیت اللہ پر فتح حاصل نہ کر سکیں گے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ کا اعلان بھی کر رکھا تھا چنانچہ روایت ہے کہ ذوالجوشن الکلابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا چیز تمہیں اسلام سے روک رہی ہے؟ اس نے کہا آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا، نکالا اور لڑائی کی۔ اب میں انتظار میں ہوں اگر آپ ان پر غالب آگئے تو

میں آپ پر ایمان لے آؤنگا اور آپ کی اتباع کرونگا اور اگر وہ آپ پر غالب آگئے تو میں آپ کی اتباع نہیں کرونگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ذوالجوشن شاید تھوڑا ہی عرصہ گزرے گا کہ تم میرے ان پر غلبہ کے بارے میں سن لو گے۔ ذوالجوشن کہتے ہیں کہ قسم بخدا! میں بضریہ کے مقام پر ہی پہنچا تھا کہ مکہ کی طرف سے ایک سوار ہماری طرف آیا۔ ہم نے پوچھا کیا خبر ہے؟ اس نے بتایا کہ محمد ﷺ مکہ والوں پر غالب ہوگئے۔ ذوالجوشن پچھتاتے تھے کہ انہوں نے اسلام قبول نہ کیا جب آنحضرت ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔[۸۵]

ان وجوہات سے سارے قبائل کی نظریں فتح مکہ پر تھیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا تو قبائل کے قبائل اسلام میں داخل ہونے لگے جب کہ فتح مکہ سے پہلے ایک ایک دو دو کر کے اسلام لاتے تھے۔ اسی عظیم الشان فتح کی طرف امام صاحب رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا۔

والنصر في الأحزاب قد وافاكا: غزوہ احزاب کے موقع پر بھی عظیم الشان فتح نے آپ کے قدم چومے۔ خود قرآنِ پاک اس فتح کو بیان کرتا ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہود بنی نضیر کو مدینہ سے نکال دیا تھا، انہوں نے سنہ چار یا پانچ ہجری میں قبائل عرب کو بہکایا، اور سب دس بارہ ہزار آدمی مدینہ پر چڑھ آئے، آپ نے مدینہ کے گرد خندق کھدوالی، اور تین ہزار آدمیوں سے مقابل ہوئے قریب ایک ماہ کے یہ محاصرہ رہا، آخر اللہ تعالیٰ نے ظاہرا ایک آندھی اور باطنا ایک لشکر سے سب کفار کو منتشر اور منہزم کر دیا، چونکہ یہودی بنی قریظہ نے اپنے معاہدہ کے برخلاف ان محاصرین کو مدد دی تھی اس لیے آپ بمجرد فراغ غزوہ احزاب کے ان کے مقابلہ کے لیے چلے، وہ اول قلعہ بند ہوگئے اور بیس پچیس روز تک محصور رہے، پھر آخر تنگ ہو کر نکلے اور بعضے قید کئے گئے اور اس واقعہ میں منافقوں سے بھی بہت بے مروتی کی باتیں صادر ہوئیں، اور چونکہ اس میں بہت سے گروہ چڑھ آئے تھے اور خندق بھی کھدی تھی اس لیے اس کا نام غزوہ احزاب بھی ہے اور غزوہ خندق بھی ہے۔"[۸۶]

هُودٌ ويُونُس مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلاً
وجَمَالُ يُوسُفَ مِنْ ضِيَاءِ فَمَاكَا

حضرت ہود اور یونس علیہما السلام آپ کی رونق سے خوبصورت بنے اور یوسفؑ کا حسن بھی آپ کے رخِ انور کی روشنی سے مستفاد تھا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن دیا گیا کہ وہ تمام انبیاء اور مرسلین سے بلکہ ساری مخلوق سے بڑھ گئے اور ہمارے نبی ﷺ کو ایسا حسن دیا گیا جو کسی کو نہیں دیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن میں ایک حصہ دیا گیا جب کہ حضور ﷺ کو پورا حسن دے دیا گیا۔[87]

قَد فُقْتَ یا طٰهٰ جَمِیعَ الأَنْبِیاء

طُرًّا فَسُبحانَ الذِي اَسْرَاكا

اے طٰہٰ ﷺ آپ تمام انبیاء کی جماعت میں سب سے آگے بڑھ گئے پس پاک ذات ہے وہ جو آپ کو معراج پر لے گئی۔

وَاللهِ یَا یٰس مِثلُكَ لَمیَكُنْ

فِی العَالَمِین وحَقِّ مَن مَّنَّا کا

اللہ کی قسم! اور اس ذات کی قسم جس نے آپ پر احسان کیا! اے یاسین ﷺ! آپ کا مثل سارے جہانوں میں کوئی نہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ کسی نبی کو کوئی معجزہ اور فضیلت نہیں دی گئی مگر ہمارے نبی ﷺ کو اس کے مثل یا اس سے بڑھ کر عطا کی گئی۔[88] اور جن فضائل میں آپ ﷺ باقی انبیاءِ کرام سے ممتاز ہیں وہ بعض علماء نے ۶۰ خصلتیں شمار کی اور بعض نے ڈھائی سو سے زیادہ خصائل اور معجزات بیان فرمائے جن میں آپ ﷺ گذشتہ تمام انبیاءِ کرام سے ممتاز اور امام صاحب کے الفاظ میں "سب سے آگے بڑھ گئے"۔ ﷺ[89]

امام سیوطی رحمہ اللہ نے دو سو صفحات پر ان ڈھائی سو سے زیادہ خصائص اور امتیازات کو تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا اور دیگر علماء نے بھی اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس پر مختلف تصنیفات میں کلام فرمایا۔

عَنوَصْفِكَ الشُّعَراءُ یَا مُدَّثِّرُ

عَجَزُوا وَکَلُّوا عَن صِفَات عُلَاکا

اے مدثر ﷺ! آپ کے اوصاف کو بیان کرنے سے سارے شعراء عاجز آگئے اور آپ کی بلند صفات بیان کرنے سے تھک گئے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشہورِ زمانہ اشعار یہاں نقل کرنا مناسب ہے۔

وأحسن منك لم تر قطّ عيني وأجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرأً من كل عيب كأنك قد خلقت كما تشاء[90]

آپ ﷺ سے حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور آپ ﷺ سے خوبصورت عورتوں نے جنا ہی نہیں۔ آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا کہ آپ کو ایسا پیدا کیا گیا جیسا آپ نے چاہا۔

مَاذَا يَقُولُ الْمَادِحُونَ وَمَا عَسٰى
أَنْ يَّجْمَعَ الكُتَّابُ مِن مَّعْنَاكا

کتنا کہیں گے تعریف کرنے والے آپ کی شان میں اور ممکن نہیں کہ لکھنے والے آپ کی صفات کو جمع کر سکیں۔

وَاللهِ لَو أَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُهم
والعُشْبُ أَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَا

اللہ کی قسم! اگر سمندروں کو ان کی سیاہی بنا دی جائے اور تنوں کو اس مقصد کے لیے قلم بنا دیا جائے۔

لَم يَقْدِرِ الثَّقْلَانِيَجْمَعُنَذْرَةً
أَبَداً وَمَا اسْطَاعُوا لَه إِدْرَاكا

جن وانس دونوں آپ کی تعریفات جمع نہیں کر سکیں گے کبھی بھی اور نہ کبھی اس کے ادراک کی استطاعت ان کو حاصل رہی۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ سے منسوب ایک نعتیہ قطعہ یہاں پیش کرنا مناسب ہے۔ اس نعتیہ قطعے کے پہلے تین مصرعے عربی اور آخری مصرعہ فارسی زبان میں ہے۔

يا صاحب الجمال و يا سيد البشر	من وجهكالمنيرلقدنورالقمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اے صاحب الجمال ﷺ اور اے انسانوں کے سردار ﷺ	آپ ﷺ کے رخِ انور سے چاند چمک اٹھا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں	قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ ﷺ ہی بزرگ ہیں

لِي فِيكَ قَلبٌ مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِي
وَ حُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌبِهَوَاكَا

آپ ﷺ کی محبت میں میرا دل فریفتہ ہے اے میرے آقا! اور روح میں آپ ﷺ کی محبت بسی ہوئی ہیں۔

ان اشعار سے امام صاحب سرکارِ دوعالم ﷺ سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار فرمارہے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ آپ ﷺ نے اپنی محبت کو ایمان کا جزوِ لازم قرار دیا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: فوالذي نفسي بيده لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين[۹۱] یعنی قسم اس ذات کی جس کے قبضہ

میں میری جان ہے تم میں سے کوئی کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

امام صاحب رحمہ اللہ اسی محبت کو بیان فرما رہے ہیں۔ اور یہ اظہارِ محبت بھی غالباً اس حدیث کی تعمیل میں ہے جو درج ذیل ہے۔

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إذا أحب الرجل أخاه فليخبره أنه يحبه"۔ [۹۲]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرے تو اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

فَإِذَا سَكَتُّ فَفِيْكَ صَمْتِي كُلُّه
وَ إِذَانَطَقْتُ فَاَمْدَحُ عُلْيَاكَا

جب میں چپ ہوں تو میری ساری خاموشی آپ ہی کے بارے میں ہوتی ہے اور جب میں بولتا ہوں تو بس آپ ہی کی بلند صفات کی تعریف کرتا ہوں۔

وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلاً طَيِّباً
وَإِذَا نَظَرْتُ فَمَا أَرىٰ اِلَّاكَا

اور جب میں سنتا ہوں تو آپ ﷺ سے مروی پاکیزہ باتیں سنتا ہوں اور جب میں دیکھتا ہوں تو آپ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

امام صاحب نے اپنا فقہی اصولی موقف ان الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش کیا کہ میں کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں اگر اس میں پاؤں۔ اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنتِ رسول اللہ ﷺ میں ڈھونڈ کر عمل کرتا ہوں اگر سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ملے تو صحابہ کرام کے قول میں سے جس کے قول پر چاہتا ہوں عمل کرتا ہوں اور جس کا قول چاہتا ہوں چھوڑتا ہوں لیکن صحابہ کے قول سے خروج کر کہ غیر صحابی کے قول پر عمل نہیں کرتا۔ پھر جب بات ابراہیم اور شعبی اور ابن سیرین اور حسن، عطاء اور سعید بن المسیبرحمہم اللہ کی آتی ہے تو ان حضرات نے اجتہاد کیا پس میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسے ان حضرات نے کیا۔[۹۳]

ایک دوسری جگہ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حدیث، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پہنچے تو سر آنکھوں پر اور جب صحابہ کی طرف سے کوئی بات آئے تو ہم اس میں سے اختیار کرتے ہیں اور صحابہ کے قول سے باہر نہیں نکلتے اور جب تابعین کی طرف سے کوئی بات پہنچے تو ہم ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔ خود ایک جگہ امام صاحب رحمہ اللہ نے تعجب کا اظہار فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میں نے کبھی بغیر اثر کو بنیاد بنائے فتویٰ نہیں دیا۔[۹۴] اشعار میں اسی والہانہ طرزِ تفکر و استنباط کی طرف اشارہ ہے۔

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي مِنْ فَاقَتِي

إِنِّيفَقِيْرٌ فِى الْوَرٰى لِغِنَاكَا

اے میرے مالک میری محتاجی میں میری شفاعتکرنے والے ہو جایئے یقیناً میں مخلوق میں صرف آپ کیہی عطاء کا محتاج ہوں۔

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى

جُدْ لِى بِجُودِكَ وَارْضِنِي بِرِضَاكَا

اے جن وانس میں سب سے کریم! اے مخلوق کے لیے خزانہ! آپ اپنی سخاوت سے مجھے فیض یاب فرمادیں اور اور اپنی رضامندی عنایت فرما کر میرا دل خوش کر دیجیے۔

أَنَا طَامِعٌ فِى الْجُودِ مِنْكَ وَلَم يَكُنْ

لِأَبِى حَنِيفَةَ فِى الْأَنَامِ سِوَاكَا

میں آپ ہی کے جود وسخا کی طمع رکھتا ہوں اور ابو حنیفہ کا آپ کے سوا مخلوق میں کوئی نہیں۔

فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيه عِندَ حِسَابِه

وَ لَقَد غَدامُتَمَسِّكاً بِعُرَاكَا

پس آپ ہی سے امید ہے کہ آپ قیامت کے دن بندے کی حساب کے وقت شفاعت کریں گے۔ اور یہ بندہ آپ کے حلقہ کو مضبوط پکڑا ہوا ہے۔

وَ لَأَنْتَ أَكْرَمُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ

وَمَنِ الْتَجَا لِحِمَاكَ نَالَ وَفَاكَا

آپ ﷺ تو یقیناً تمام شفاعت کرنے والوں میں سب سے کریم ہیں اور آپ کی شفاعت قبول بھی کی جائیگی۔ جس نے سہارا لیا آپ کی حفاظت کا اسی نے آپ کی وفا کو پالیا۔

وَاجْعَلْفِدَايَ شَفَاعَةً لِى فِيَّ غَداً

فَعَسٰى أَكُنْ فِى الْحَشْرِ تَحْتَ لِوَاكَا

میرے حق میں اپنی شفاعت کو میری جان چھڑانے کا فدیہ بنا دیجیے کل کے روز۔ امید ہے کہ میں بھی روزِ حشر آپ کے جھنڈے تلے ہونگا۔

ان اشعار میں امام صاحب رحمہ اللہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے شفاعت کی درخواست فرمارہے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی شفاعت کا ہر خاص وعام محتاج ہے۔

صَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى

مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ إِلٰى مَثْوَاكَا

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں آپ پر اے رشد وہدایت کے علَم!۔ جب تک عشاق آپ کی قیام گاہ کے مشتاق رہیں۔

وَعَلَى صَحابَتِكَ الكِرامِ جَمِيعِهِم
وَ التَّابِعِينَ وَ كُلِّ مَنْ وَالاَكَا

اور آپ کے تمام معزز صحابہ کرام پر اور تابعین پر اور ہر اس شخص پر جو آپ سے محبت رکھے۔ (آمین)

مراجع وحواشی

۱۔ قام باصداره مركز الملك فيصل، خزانة التراث – فهرس مخطوطات (۱۲/۵۷۳)

۲۔ خزانة التراث (۱۸/۹۶۳)   ۳۔ خزانة التراث(۲۱/۲۸۹)   ۴۔ خزانة التراث(۲۱/۲۸۹)

۵۔ البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق(المتوفى: ۲۹۲هـ)، (۲۰۰۵)،البحر الزخار المعروف مسند البزار، المدينة المنورة: مكتبة العلوم و الحكم، ط۱، ۱۳/۶۲،رقم: ۶۳۹۱؛البيهقي، أحمد بن الحسين (المتوفى: ۴۵۸هـ)،(۱۹۹۳)،حياة الأنبياء بعد وفاتهم،المدينة المنورة: مكتبة العلوم و الحكم، ط۱،ص: ۷۰

۶۔ البيهقي، شعب الإيمان (۲۰۰۳)،الرياض: مكتبة الرشد،ط۱، ۳/۱۴۱،رقم: ۱۴۸۱؛حياة الأنبياء (ص: ۱۰۴)

۷۔ شعب الإيمان۳/۱۳۹،رقم: ۱۴۷۹؛حياة الأنبياءص: ۹۹

۸۔ الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى،(۱۹۷۵)،الجامع الصحيح سنن الترمذي، مكتبة مصطفى البابى،ط۲، ۵/۳۰۸،رقم: ۳۱۴۸

۹۔ الطبراني، سليمان بن احمد، المعجم الكبير،القاهرة: مكتبة ابن تيمية، ۱۲/۲۹۱

۱۰۔ الهندي، المتقي، علاء الدين علي بن حسام الدين (المتوفى: ۹۷۵هـ)،(۱۹۸۵) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، بيروت: مؤسسة الرسالة،ط۵، ۵/۱۳۵،رقم: ۱۲۳۶۹   ۱۱۔ النساء: ۸۰

۱۲۔ البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة،الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، ۱/۱۲

۱۳۔ العجلوني، إسماعيل بن محمد (المتوفى: ۱۱۶۲هـ)،كشف الخفاء و مزيل الالباس، مكتبة العلم الحديث، ۲/۱۹۱،رقم: ۲۱۲۳: "قال الصغاني موضوع، وأقول لكن معناه صحيح وإن لم يكن حديثا".

۱۴۔ الديلمي، شيرويه بن شهردار بن شيرويه (۱۹۸۶)،الفردوس بمأثور الخطاب، بيروت: دار الكتب العلمية، ۵/۲۲۷؛كنز العمال ۱۱/۴۳۱۔

۱۵۔ القاري، ملا علی،شرح الشفا بعريف حقوق المصطفى للقاضي عياض،بيروت: دار الكتب العلمية، ۱/۳۴۷

۱۶۔ الطبراني، المعجم الأوسط،القاهرة: دار الحرمين، ۶/۲۵۷   ۱۷۔ صحيح البخاري، ۹/۱۳۱

۱۸۔ القرطبي، محمد بن أحمد بن أبي بكر،الجامع لأحكام القرآن –تفسير القرطبي، ۱/۳۶۵؛وقالت طائفة: رأى مكتوبا على ساق العرش محمد رسول الله فتشفع بذلك   ۱۹۔ البقرة: (۳۷)

۲۰۔ الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد، مستدرك على الصحيحين، ۴/۲۲۹

۲۱۔ البيهقي، دلائل النبوة، بيروت: دار الكتب العلمية، ۵/۴۸۹

۲۲۔ الزرقاني، محمد بن عبد الباقي بن يوسف المالكي (المتوفى: ۱۱۲۲هـ)،شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، بيروت: دار الكتب العلمية، (۱۲/۲۲۰)

۲۳۔ شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية (۴/۲۹۳): وقال تعالى: {بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيم} [التوبة: ۱۲۸] فبعثه الله تعالى رحمة لأمته، ورحمة للعالمين وروى البيهقي مرفوعا: "إنما أنا رحمة مهداة" فرحم الله به الخلق مؤمنهم وكافرهم، وهذا الاسم من أخص أسمائه. وقد كان حظ آدم من رحمته سجود الملائكة له تعظيما له إذ كان في صلبه، ونوح: خروجه من السفينة سالما، وإبراهيم: كانت النار عليه بردا وسلاما إذكان في صلبه، فرحمته عليه الصلاة والسلام في البدء والختام والدوام۔

۲۴۔ الصف: ۶